خطباتِ نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی مختصر جھلک

مولانا گل نواز ایوبی

خطابت درحقیقت نبوت کی اہم ترین ضروریات میں سے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا کہ فرعون کے دربار میں جاکر اُسے دعوت دیں تو آپ علیہ السلام نے بارگاہِ خداوندی میں یوں دعا کی: ''میری زبان کی گرہ کھول کہ لوگ میری بات سمجھیں''۔ سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو اور صفات کی طرح بارگاہِ الٰہی سے یہ وصف بھی خاص عطا کیا گیا تھا، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحدیث بالنعمت کے طور پر فرمایا:

''أنا أعربکم ، أنا من قریش ولسانی لسان بنی سعد بن بکر''۔ (طبقات ابن سعد بحوالہ سیرۃ النبیؐ)

تمام عرب میں دو قبیلے: قریش اور بنوہوازن فصاحت و بلاغت میں نمایاں مقام رکھتے تھے۔ قریش خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قبیلہ تھا اور بنوہوازن کی شاخ بنوسعد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پرورش پائی تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طرزِ خطاب اور جوش و جذبہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت سادہ طریقے پر خطبہ دیتے تھے، یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی زمین پر، کبھی منبر پر، کبھی اونٹ پر، جس جگہ جیسا موقع پیش آیا خطبہ دے دیا۔ بسا اوقات موقع مناسبت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبوں میں جذبہ و جوشِ بیان کا یہ حال ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں سرخ اور آواز نہایت بلند ہوجاتی تھی، گویا ایسا معلوم ہوتا کہ کسی فوج کو اُبھار رہے ہیں، جوشِ بیان میں جسد مبارک جھوم جاتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس انداز کی منظرکشی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ان الفاظ میں کی ہے:

''سمعتُ رسولَ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم علی المنبر یقول: یأخذ الجبار سمٰوٰتہ وأرضیہ بیدہٖ وقبض یدہ فجعل یقبضھا ویبسطھا، ثم یقول: أنا الملک، أین الجبارون؟ أین المتکبرون؟ قال: ویتمایل رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم عن یمینہ وعن شمالہ حتی نظرت إلی المنبر یتحرک أسفل شیئ منہ حتی أنی لأقول أساقط ھو برسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم''۔ (ابن ماجہ، باب ذکر البعث)

''میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر خطبہ دیتے سنا، فرمارہے تھے: خداوند صاحبِ جبروت زمین وآسمان کو اپنے ہاتھ میں لے لے گا، پھر کہے گا: میں ہی بادشاہ ہوں، کہاں ہیں ظالم؟ کہاں ہیں تکبر کرنے والے؟ (یہ بیان کرتے ہوئے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم مٹھی بند کرلیتے تھے اور پھر کھول

دیتے تھے۔ (ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس دوران) آپ ﷺ کا جسم مبارک کبھی دائیں کبھی بائیں جھکتا تھا، یہاں تک کہ میں نے منبر کو دیکھا تو اس کا سب سے نچلا حصہ بھی اس قدر ہل رہا تھا کہ میں نے خیال کیا کہ آپ ﷺ کو لے کر گر تو نہیں پڑے گا''۔

حضور ﷺ کے خطبات کی نوعیت اور فصاحت و بلاغت

آپ ﷺ کی ذات اقدس بیک وقت زندگی کے تمام پہلوؤں کو محیط تھی۔ آپ ﷺ ایک طرف داعی مذہب تھے تو فاتح بھی تھے، امیر الجیش تھے تو قاضی بھی تھے، اسی وجہ سے آپ ﷺ کے خطبات بھی جدا جدا ہوتے تھے، بحیثیت داعی مذہب جو خطبہ دیتے تھے نہایت مدلل ہوتا تھا اور بحیثیت جنگی کمانڈر کے جو خطبہ دیتے وہ نہایت جوشیلا اور برانگیختہ کرنے والا ہوتا تھا۔ آنحضرت ﷺ کے تمام خطبات موقع محل کی مناسب سے ہوتے تھے اور بلاغت کا بھی یہی اقتضاء ہے، چنانچہ غزوۂ حنین کے موقع پر جب آپ ﷺ نے مال غنیمت مؤلفۃ القلوب کو دیا تو بعض انصاری نوجوانوں کو افسوس ہوا۔ حضور ﷺ نے تمام انصار کو جمع کر کے ایسا خطبہ دیا کہ سارا مجمع پکار اُٹھا: ''رضینا رضینا''۔ وہی انصار جو چند لمحے قبل کبیدہ خاطر ہو رہے تھے، اس قدر روئے کہ ڈاڑھیاں تر ہو گئیں۔ خطبہ کے چند فقرے ملاحظہ فرمائیں:

''یا معشر الأنصار! ألم أجدکم ضلالاً فهداکم اللّٰه بی؟ وکنتم متفرقین فألفکم اللّٰه بی وعالةً فأغناکم اللّٰه بی أترضون أن یذهب الناس بالشاة والبعیر وتذهبون بالنبی إلی رحالکم فواللّٰه لما تنقلبون به خیرٌ مما ینقلبون''۔

''اے گروہِ انصار! کیا میں نے تم کو گمراہ نہیں پایا؟ پس خدا نے میری وجہ سے تمہیں ہدایت دی۔ تم متفرق تھے، خدا نے میری وجہ سے تم کو آپس میں جمع کر دیا۔ تم محتاج تھے، خدا نے میری وجہ سے تم کو غنی کر دیا۔ کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ لوگ اونٹ اور بکریاں لے کر جائیں اور تم اپنے گھر میں خود پیغمبر کو لے جاؤ۔ خدا کی قسم! تم لوگ جو لے کر واپس جاتے ہو، وہ اس سے بہتر ہے جس کو وہ لے جا رہے ہیں''۔

حضور ﷺ کا بحیثیت رسول سب سے پہلا خطاب

''وَأَنْذِرْ عَشِيْرَتَکَ الْأَقْرَبِيْنَ'' کے نزول کے بعد آپ ﷺ نے تمام قریش کو جمع کر کے خطبہ دینا چاہا، تو صفا پہاڑی پر چڑھ کر سب سے پہلے ''یا صباحاہ!'' کی زوردار صدا بلند کی، جسے سن کر تمام لوگ چونک اٹھے اور آپ ﷺ کے اردگرد جمع ہو گئے، آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''بتاؤ! اگر میں تمہیں یہ خبر دوں کہ اس پہاڑ کے دامن سے ایک فوج نکلا چاہتی ہے تو کیا تم میری تصدیق کرو گے؟۔ سب نے جواب دیا: اب تک آپ کی نسبت ہم کو کسی قسم کی دروغ گوئی کا تجربہ نہیں ہوا۔ جب آپ ﷺ نے یہ اقرار لے لیا تو فرمایا: ''إِنِّيْ نَذِيْرٌ لَّکُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ''۔ ''میں تمہیں ایک ایسے سخت عذاب سے ڈرا رہا ہوں جو تمہارے سامنے ہے''۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فاتحانہ خطاب

فتح مکہ کے موقع پر فاتحانہ حیثیت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبۂ سلطنت خلافت الٰہی کے منصب سے ادا کیا، جس کا خطاب اہل مکہ سے نہیں بلکہ تمام عالم سے تھا۔ چند فقرے ملاحظہ فرمائیں:

''لا إله إلا اللّٰه وحدهٗ لاشريك لهٗ صدق وعدهٗ ونصر عبدهٗ، هزم الأحزابَ وحدهٗ. ألا كل مأثرة أو دم أو مال يدعى فهو تحت قدمي هاتين إلا سيدانة البيت وسقاية الحجاج يا معشر قريش! إن اللّٰه قد أذهب عنكم نخوّة الجاهلية وتعظيمها بالآباء، الناس من آدم وآدم من تراب''۔

''ایک خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے، اس نے اپنا وعدہ سچا کیا، اس نے اپنے بندے کی مدد کی اور تمام جتھوں کو تنہا توڑ دیا۔ ہاں! تمام مفاخر، تمام انتقامات اور خون بہائے قدیم سب میرے قدموں کے نیچے ہیں۔ صرف حرم کعبہ کی تولیت اور حجاج کی آب رسانی اس سے مستثنیٰ ہے۔ اے قوم قریش! اب جاہلیت کا غرور اور نسبت کا انتخاب خدا نے مٹا دیا۔ تمام لوگ آدم علیہ السلام کی نسل سے ہیں اور آدم علیہ السلام مٹی سے بنے ہیں''۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مہتم بالشان خطبہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مہتم بالشان خطبہ وہی ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر دیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری آنسو جو اپنی امت کے غم میں بہے، اسی میں جمع ہیں۔ حمد وصلوۃ کے بعد خطبہ کا پہلا دردانگیز فقرہ یہ تھا:

''أيها الناس! اسمعوا فإني لا أدري لعلي لا ألقاكم بعد عامي هذا، في موقفي هذا، في شهركم هذا، في بلدكم هذا''۔

''لوگو سنو! شاید میں اس سال کے بعد اس جگہ، اس مہینے میں اور اس شہر میں تم سے نہ مل سکوں''۔

بقول سید سلیمان ندویؒ ''غالباً یہ سادہ سا جملہ تھا کہ یہ میری عمر کا آخری سال ہے، مگر انداز بیان نے اس مفہوم کو ایسا زوردار بنایا کہ اجتماع کی غرض وغایت سب کے سامنے آگئی، جسے سن کر سارا مجمع تڑپ کر رہ گیا''۔ پھر اس کے بعد اصل پیغام کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

''لوگو! بے شک تمہارا رب ایک ہے اور بے شک تمہارا باپ ایک ہے۔ ہاں! عربی کو عجمی پر، عجمی کو عربی پر، سرخ کو سیاہ پر اور سیاہ کو سرخ پر کوئی فضیلت نہیں، مگر تقویٰ کے ساتھ''۔

عرب میں فساد کے دو بڑے اسباب ادائے سود اور مقتول کے انتقام کے بارے میں فرمایا:

''جاہلیت کے تمام خون (یعنی انتقام خون) باطل کردیئے گئے اور سب سے پہلے میں (اپنے خاندان کا خون) ربیعہ بن حارث کے بیٹے کا خون باطل کردیتا ہوں۔ اور جاہلیت کے تمام سود بھی باطل

کردیئے گئے اور سب سے پہلے اپنے خاندان کا سود عباسؓ بن عبدالمطلب کا سود باطل کرتا ہوں''۔

خاتمہ تقریر کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے پوچھا کہ: ''أنتم مسؤلون عني فما أنتم قائلون؟ ''تم سے خدا کے ہاں میری نسبت پوچھا جائے گا، تم کیا جواب دو گے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ہم کہیں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کا پیغام پہنچا دیا اور اپنا فرض ادا کر دیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان کی طرف انگلی اٹھا کر ''أللّٰھم اشھد أللّٰھم اشھد أللّٰھم اشھد'' بار بار اللہ کو پکارا کہ مخلوق خدا کے دل پگھل گئے، آنکھیں پانی بن گئیں اور روحیں انسانی جسموں کے اندر تڑپ کر الأمان الغیاث کی صدائیں بلند کرنے لگیں۔

خطباتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی اثر انگیزی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبات تاثیر اور رقت میں درحقیقت معجزۂ الٰہی تھے، پتھر سے پتھر دل بھی لمحوں میں موم ہو جاتے تھے۔ ایک صحابی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے ہی خطبہ کی منظر کشی یوں کرتے ہیں:

''وعظنا رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم یومًا بعد صلوۃ الغداۃ موعظۃً بلیغۃً زرفت منھا العیون وجلت منھا القلوب''۔ (ترمذی وابوداود بحوالہ سیرۃ النبیؐ)

''صبح کی نماز کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن ایسا مؤثر وعظ کہا کہ آنکھیں اشک ریز ہوگئیں اور دل کانپ اٹھا''۔

ایک اور مجلس وعظ کے تأثر کی کیفیت حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں کہ:

''قام رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم خطیبًا تذکر فتنۃ القبر التی یفتن بھا المرء فلما ذکر ذٰلک ضجّ المسلمون ضجۃً''۔ (بخاری بحوالہ سیرۃ النبیؐ)

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دینے کھڑے ہوئے اور اس میں فتنۂ قبر کو بیان کیا جس میں انسان کی آزمائش کی جائے گی، جب یہ بیان کیا تو مسلمان چیخ اٹھے''۔

کتب احادیث وسیرۃ میں خطباتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم محفوظ ہیں۔ ان خطبات کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت کی انسانیت پر پیش کیا جس کی بدولت:

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے

آج بھی ضرورت اسی بات کی ہے کہ خطباتِ نبوی کی روشنی میں انفرادی واجتماعی وعالمی سطح پر انسان کو شعور دے کر انسانیت کو ترقی کی معراج پر لے چلیں۔

☆☆☆